از

گورسرن بلی آزاد توکلی

الشمس

یعنے

آفتاب کی حقیقت آفرینش کا راز

دادا پوتے کی گفتگو

رائے گورنمنٹ بکی آزاد نوکلی آصف جاہی

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

قیمت فی جلد ۳ ؍ عام

طلبا کیلئے ۲ ؍

قیمت فی جلد ۱۰ ؍ زائد [illegible]

کرۂ ارض
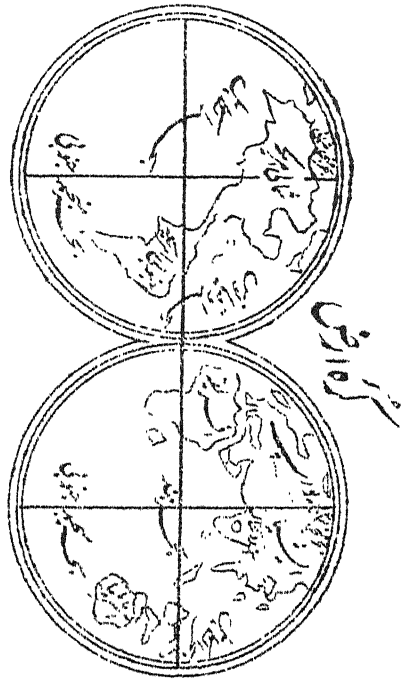
انتساب

میں اپنی اس منظومہ مثنوی الشمس کو نہایت ادب کے ساتھ اپنے والد ماجد قبلہ و کعبہ عالی جناب رائے راج بلی صاحب اوج توکلی آنجہانی کے نام نامی و اسم گرامی سے بطور نذرِ عقیدت معنون کرتا ہوں۔

گورسرن بلی آزاد توکلی

اجاگر باغ امیر پیٹھ جاگیر جوالی فرخنہ بنیاد حیدرآباد دکن

ماہ آذر ۱۳۴۸ف

فروختیم متاعِ سخن بریں فریاد　　کہ مژدہ باد شناسندگان کالا را

ناظرین کرام ۔ یہ مختصر سی زیر ملاحظہ مثنوی میرے بزرگوں سے مجھ تک پہونچے
ہوئے علم پر مبنی ہے ۔ میں یہ نہیں جانتا کہ آیا اُن تک کسی مُرشدِ کامل کے ذریعہ یہ علم
پہونچا ہے یا کتب مذہبی کے ملاحظہ سے ، البتہ میں نے اپنشدوں کو دیکھا ہے اس
میں یہ تعلیم رشیوں سے ان کے اشراقی تذکروں میں مضمر ضرور ہے ۔ آج میں
عمر کی چوّن یا پچپن منزلیں طے کر چکا ہوں مگر کبھی اپنے والد ماجد قبلہ و کعبہ عالیجناب
رائے راج بلی صاحب آوج آنجہانی جو علم جوتش کے ایک اچھے عالم تھے
ان سے سُننے اور سمجھے علم کو نظم کرنے کا خیال نہیں ہوا یہ ایک عجیب اتفاق ہے
کہ میرے پوتے قرۃ العین راج کرن بلی طولعمرہٗ عرف بین فرزند برخوردار جگناتھ بلی
طولعمرہٗ معمر نَو سالہ نے از خود مجھ سے سوال کیا جبکہ میں دو یا تین ماہ سے اجاگر
باغ واقع امیر پیٹھ علاقہ عزیز راجہ محبوب کرن بہادر آصف جاہی میں مقیم ہوں اُس نے پوچھا کہ
بابا یہ سورج کیا ہے چاند کیا ہے وغیرہ وغیرہ فوراً میرا خیال اس زمانہ کی طرف بجلی
کے لہر کی طرح دوڑ گیا جبکہ میں نے اپنے والد ماجد سے زبانی اوائل عمر میں اس کی
حقیقت سنی تھی وہ ذہن میں اُبھری اور میں نے جس طرح اس کو سنا سمجھا تھا
بین کو سمجھایا جس کو اب مثنوی کی شکل میں نذرِ ناظرین کر رہا ہوں ۔ میں نے
صدقِ دل سے اس پروردگار پاک وحدہٗ لاشریک کا سجدۂ شکر ادا کیا کہ ایسی یادداشت

میرے نورچشم نے تازہ کردی جو بالکل ایک انگر زیر خاک کی طرح کانون سینہ میں عہد طفولیت سے روپوش تھی اور وہ اسی طرح سرد ہو جاتی اگر نورچشم ہیں اتفاقی طور پر مجھ سے نہ پوچھ بیٹھتا۔ میں نے خیال کیا کہ اس کم عمر معصوم کے ذریعہ مجھے ہدایت ربّانی ہوئی کہ تو اپنے بزرگوں سے پہونچے ہوئے علم کو تازہ رکھ۔ چنانچہ میں نے اس کو مثنوی کی بحر میں نظم کرنا شروع کیا اور دو تین یوم کی مصروفیت سے زیر ملاحظہ مثنوی مرتب کرلی۔ یہ تعلیم اہل ہنود کے شاستروں سے مطابقت رکھتی ہے مگر مجھے علم نہیں کہ آیا دیگر مذاہب عالم کا اس معلومات کے متعلق جو میں نے نظم کی ہے کیا عقیدہ ہے۔ میں اپنی طبیعت کے متعلق عرض کروں گا کہ حقیقت شناسی میں ضد ہی واقع نہیں ہوئی ہے اور ہمیشہ سے یہ مطمح نظر رہا ہے اور رہے گا کہ (خذ ما صفا ودع ما کدر) میرا مذہب توحید ہے اور اتنا زبردست موحد ہوں کہ اللہ اکبر۔ الحاصل یہ میرا سمجھا ہوا اور مانا ہوا عقیدہ ہے جس کو بحیثیت معلومات ذاتی نذر ناظرین کرتا ہوں۔

میں نے اپنی یہ نظم مخدومی و محترمی مولانا جناب محمد عنامن صاحب کنتوری کے ملاحظہ میں گذرانی جو دنیائے ادب اردو و فارسی کے ایک نیّر درخشاں ادیب ہیں جن کو میں اپنا استاد مانتا ہوں ان سے حصول اجازت طبع کے بعد اب جبکہ اس نظم کو طبع کرا رہا ہوں نورچشم راج کرن بلی بہت خوش ہے کہ اس کا نام بھی طبع ہو رہا ہے اسکی خوشی مقتضائے عہد عمر ہے۔ بہن کم سن لڑکا ہے اس کو میری زبانی تعلیم یاد رہے یا نہ رہے اور اس کا حافظہ آگے چل کر اس کی مدد کرے یا نہ کرے اس لئے بھی اس کی یادداشت کو قوی رکھنے کے لئے اور

معلومات عوام کے لئے بھی طبع کرانا مقصود ہے۔ خدا سے اُمید ہے کہ میری معلومات بنظر اصلاح دیکھی جائے گی کہ الانسان مرکب من الخطاء و النسیان ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

گوبرسن بلی آزاد توکلی

مالوالا ڈیوڑھی
چار مینار حیدرآباد دکن

آفتاب

اک دن بہن نے مجھ سے پوچھا — سورج کیا چیز ہے یہ بابا
مشرق میں افق پہ صبح کیوقت — چمکیلا لال لال گولا
دن بھر رہتا ہے آسماں پر — اور رات کو کس جگہ ہے جاتا
اور اس کا بتاؤ کیا سبب ہے — سورج ہے گرم چاند ٹھنڈا
آتی یہ چمک کہاں سے اس میں — دن کو رہتا ہے جو اُجالا
اس کا بھی سبب بتائیے آپ — کس واسطے ہے گرہن پڑتا

ہے کتنا بڑا زمیں سے سورج — یا یہ ہے زمیں سے اپنے چھوٹا
جب اُس نے کیے سوال مبہم — آخر میں سوچ کر پیمبر بولا
بیٹا تم کو نہیں ہے معلوم — یہ آتش و نور کا ہے گولا
محور پہ اپنے ہے یہ کرتا — اطراف زمیں کے خود بھی دورہ
اور گھومتی ہے زمیں بھی دن رات — جس طرح سے گھومتا ہو پہیا
پھرتی ہوئی کرتی ہے زمیں روز — اک سال میں اپنا دور پورا
چلتی ہے یہ اک سکنڈ میں نو کوس — اپنے محور پہ بے محابا
نصف اس میں رات نصف دن ہے — چوبیس گھنٹہ کا اسکا پھرنا
اگلے حصہ کو دن ہیں کہتے — پچھلا حصہ ہے رات والا
ہے رات جو سامنے سے ہو دور — سورج کا ہے سامنا سویرا
تاروں کو لگی ہوئی ہے گردش — تا حشر یہی چلے گا چرخا
کہتے ہیں محققین عالم — سورج چلتا نہیں ہے ٹھہرا
اطراف ہیں گھومتے ہیں تارے — لیکن قائل نہیں ہیں اس کا
ممکن ہی نہیں خلا میں ٹھہرے — گردش کے بغیر ایک تنکا
مانا کہ کشش میں سب بندھے ہیں — محور پہ مگر ہر اک ہے پھرتا
کہتے ہیں جسے خلاء اعظم — جانا کس نے ہے بھید اس کا
لاکھوں ہی کوس ہے زمیں سے — رفتار سے روشنی کے جانا
لاکھوں ہی گنا بڑا ہے سورج — ہے اس کو محققوں نے مانا
کہتے ہیں آسماں خلا کو — جس کا کہ نہیں کوئی ٹھکانا

ہے نام فقط نہیں کوئی چیز — حدِ فاصل کہو نظر کا

آگے بتلاؤں کیا میں تم کو — ہے عقل سے بڑھ کے راز اس کا

اشراق ہو تمہیں مری دعا ہے — اور لطف ہو ذاتِ کبریا کا

بعضی باتیں ہیں ایسی ہوتی — جس کا ممکن نہیں ہے کہنا

فطرت محدود کیسے مانیں — آجائے گی سمجھ میں البتا

ہر ذرہ میں جو عیاں ہے اک ذات — سورج میں نور ہے اُسی کا

ہے عکس پذیر نورِ خورشید — اور ذات سے اپنے چاند ٹھنڈا

دورِ مہ و خور کا ہے نتیجہ — کہتے ہیں جسے گرہن پڑنا

خورشید و زمیں کے بیچ میں چاند — جب ہو سورج گرہن ہوگا

ہو ماہ و زمیں کے بیچ میں مہر — اس وقت ہے چاند گرہن پڑتا

کہتے ہیں کہ ڈھائی لاکھ ہے میل — اس چاند سے فاصلہ زمیں کا

کالا ہوتا ہے آڑ والا — باقی حصہ ہے صاف رہتا

آئے گا نہ یوں سمجھ میں ہرگز — نقشہ بتلاؤں گا میں اسکا

ہے نور سے اس کے شمع روشن — سورج ہی کا فیض ہے یہ بابا

بجلی بھی اسی کی ایک ہے شاخ — جس کا تم سن چکے ہو کڑکا

گرما میں کھینچ کر زمیں سے — پانی کو بھاپ ہے بناتا

کرتے ہیں درخت استفادہ — اک نم کا سمر جب ہے کھنچتا

پانی کھنچتا ہے جب زمیں سے — رستے میں ہے جھاڑ چوس لیتا

اپنی فطری عطا سے سورج — جھاڑوں کو تقویت ہے دیتا

یہ ایک اصول ہے کہ ہر جزو
کل میں چکر ہے اپنے کھاتا

جز بیچ میں رک رہے اگر کچھ
کل کی قوت نہیں گھٹاتا

اجزا ہی کا اجتماع ہے کل
ہر کل میں ہے جزو دور کرتا

ہوتا ہے زمین کا قرض واپس
بارش میں ہے مینھ جب برستا

بارش ہوتی ہے جب زمیں پر
پڑتا کرنوں کا رخ ہے ٹیڑھا

سورج بھی عیاں ہو آسماں پر
پانی جب وقت ہو برستا

سورج میں ہیں سات رنگ موجود
پانی پہ ہے عکس ان کا پڑتا

تم نے دیکھی تو ہے کماں سی
رنگیں نوریں فلک پہ پیدا

معلوم ہوا کہ بالیقیں ہے
سورج کا نور ہفت رنگا

انگلش میں ہیں وبگیار کہتے
مشہور ہے ان کا فارمولا

موسوم کیا گیا ہے اس طرح
ہر ہر سر حرف لیکے اس کا

نیلم یاقوت اور زمرد
پکھراج و گہربا و ہیرا

لہسنیہ چاندی اور سونا
لوہا پیتل ہے اور تانبا

پھول اور پتے ہیں ہری ایک
انواع کے رنگ دینے والا

سیپی میں آب ہے اسی کی
موتی میں نور ہے اسی کا

پیدا کرتی ہیں اس کی کرنیں
پتھر میں اپنا نور اعلیٰ

سارے عنصر ہیں اس کے محکوم
یہ ہے سب عنصروں میں اعلیٰ

اشیا جو صرف ہم میں کرتے
سورج کرتا ہے پھر مہیا

ضائع ہوتی نہیں کوئی شے
کھاتی ہے اصل پر وہ پلٹا

موجود ہو جب تو کیسے مٹ جائے — اس بحر خلا میں تیج سب کچھ
تبدیلی ہیں فنا کے معنے — جو ہست ہے نیست کیسے ہوگا
آیا تو کہاں گیا؟ بتاؤ — آنکھوں دیکھا وجود جس کا
سائنس کے لوگ بتا رہے ہیں — ثبوت ہے صاف صاف تیرا
حجت اس میں ہے محض بیکار — چکر میں منطقی ہے پڑتا
ہر ایک کرّے میں روز رہن — بیش و کم کچھ نہ کچھ ہے ہوتا
سورج میں ہے ایک ایسی قوت — ہر شے کو ہے جس سے دور رہنا
بتلاتی ہیں کتنی رصد گاہ — جرم خورشید کا تماشا
خورشید میں جرم بڑھ رہے ہیں — ہے سارے نجومیوں کا رونا
ان سے پوچھے کوئی کہ حضرت — کیوں فکر تمہیں ہوئی یہ پیدا
پڑتے ہیں تو پڑنے دیجے داغ — بڑھتے ہیں تو بڑھنے دیجئے گا
ہوگی کوئی مصلحت خدا کی — جس نے سورج کو ہے بنایا
تحقیقات میں ہیں یہ بھی غلطی — یہ بھی ہے ایک کام اچھا
انسانی عقل دور رس ہے — حصہ ہے مگر وہ جوگیوں کا
وہ مرکز عقل سے ہٹ آگے — ہے روح پہ فاش راز جن کا
اک درجے پہ پہونچ کے ارواح — پاتی ہیں راز دو جہاں کا
دنیا والے لگے رہیں گے — ختم ان کا کبھی نہ ہوگا جھگڑا
اس واسطے اے بہن سنو تم — جھگڑوں میں قدم نہ رکھیو اصلا
دنیا میں ہیں جو گھمنڈ والے — جانا نہ جنھوں نے ایک تنکا

چلاتے ہیں اکڑ اکڑ کر — یوں راز نہیں ہے دوں ہو اسکا
تنقید کرے خوشی سے ہر ایک — ہم نے تو بجا دیا ہے ڈنکا
وہ بھی تھا کھڑا ہوا وہیں پہ — لڑکا ایک بھوئی کا تھا گنگا
مجھ سے یہ کہا سنا جو یہ حال — سوریا - دیوڑو - اینشٹر یا
(سورج - خدا - ہے صاحب)
بھتن نے کہا ڈپٹ کے اس کو — چپ رہ کیوں بیچ میں تو بولا
لیکن یہ دیا جواب اس نے — اور دیکھے جواب وال سے بھاگا
بھتن راجہ نیکو ایم - ہرکا — ستیم - نیبوذ - چینڈی - باٹا
(سچ ہے - تیری - کبھی - بات)
بھتن بیلکے کہ اس کو پکڑ میں — اور اسیہ چھا میں ایک چانٹا
(تم سکو کیا کہے - معلوم)
میں نے روکا کہا خبردار — واجب نہیں نوکروں سے لڑنا
اس نے بھی کی ہے رائے ظاہر — جو کچھ اس کے سمجھ میں آیا
بھتن نے کہا یہ مجھ سے سنئیے — نالائق ہے بہت یہ لڑکا
اس کو کیا حق تھا دخل دے یوں — نوکر ہے کہ ہے ہمارا آقا
میں نے کہا خیر جانے دو اب — بیکار ہے یہ ہٹاؤ جھگڑا
سورج ہرگز خدا نہیں ہے — سورج کا ہے وہ بنانے والا
لیکن جتنا ہے نور اس میں — بیشک پرتو ہے نور حق کا
اور اس میں تپش جلال کی ہے — ذرہ ذرہ ہے جس سے ڈرتا
یہ مظہر ذات ایزدی ہے — قوت کا وہی ہے دینے والا
حیراں ہوں میں کون ہے وہ کیا ہے — مجھ کو سمجھائے گا بابا
کیونکر اس کو بیاں کیا جائے — امکان نہیں ہے آدمی کا

خالق نے نہ دی زبان کو آنکھ | اور آنکھ ہے بے زبان بیٹا

ہر حس سے پرے ہے ذات اسکی | ہے علتِ فاعلی وہ سب کا

علت کی نہیں ہے کوئی علت | معلول ہے یہ جہان سارا

لیکن اک ذات ہے کہ جس کا | انکار کسی سے بن نہ آیا

سب میں ہو اور الگ ہو سب سے | کونین میں ہے وہی سمایا

اتنا تو مجھے بتایئے اور | سورج کیونکر ازل میں چمکا

کہتے ہیں رشی منی ہمارے | تھا قبل ازل فقط اندھیرا

یا اس کو کہو شب خدا تھی | جس میں تھا نہ کچھ سجھائی دیتا

سورج تھا نہ چاند تھا نہ تارے | عنصر تھے نہ قوتیں نہ دنیا

پیدا ہوئے لکھ ہا سے نور میں | اور بن گئے نور کا وہ انڈا

ہوں ماند جو ہوں ہزاروں سورج | انڈا وہ تھا اس طرح چمکتا

معلوم نہیں کہ کتنی مدت | انڈا رہا نور کا وہ تپتا

اس پر سے اٹھا غلاف نور میں | ناجی ارولج نے یہ دیکھا

بادل ہوں فلک پہ جیسے چھٹتے | اس طرح وہ نور چھنٹ رہا تھا

ناجی کہتے ہیں کس کو تم کہیے | کیونکر وہ تھا اس خلا میں رہتا

کہتے ہو کہ کچھ نہیں تھا پہلے | پھر کیسے وہ کس طرح کہاں تھا

بتلاؤں گا پھر نجات کیا ہے | ناجی ہے کون جان بابا

مشکل ہے مسئلہ بڑی بحث ہے | اس ضمن میں اب یہ طے نہ ہوگا

بتلاؤں گا پھر نجات کی راہ | جو مقصدِ زندگی ہے اپنا

سمجھاؤں گا تم کو یوگ درشن | میں نے جو ترجمہ کیا تھا
چھپوا دیتا نہ تھا کا پاس | قاضی جو ہے حاجتوں کے سب کا
ہاں پھر دیکھا کہ لامکاں میں | پہلے کی طرح سے بن گیا تھا
علوی عالم تھا بر سر چرخ | سفلی عالم تھا اپنی دنیا
اور بیچ میں آفتاب روشن | عنقا تھا نام آدمی کا
فاصل تھے سی کرور و بنہ لک | اتنے میلوں پہ تھا وہ ٹھہرا
رکھا ہے خدا نے دو جہاں نے | سورج سے زمیں کا فصل اتنا
تھا اول روز آفرینش | تاریخ جہاں کا دن تھا پہلا
آواز سمائی تھی خلا میں | جس طرح کہ ارغنوں ہو بجتا
بارش ہوئی پھر ہوئی نباتات | خود رو ہوا سب اناج پیدا
اور جاگ اٹھے جہان والے | سوتے سے ہو جیسے کوئی جاگا
اجسام ملے مکمل ان کو | بطن مادر کا تھا نہ جھگڑا
جاگی مخلوق کس طرح پر | تم سے آگے کبھی کہوں گا
خالق کا ہے انتظام کونمین | اس میں حجت نہیں ہے زیبا
ہندو کہتے ہیں۔ نیتی نیتی | مسلم کہتے ہیں ما عرفنا
ایلی لاما سبقتنی سب | کہتے ہیں جتنے میں نصارا
عاجز ہے عقل واں پہ ہے غرض | انسان کو اپنا سر جھکانا
لیکن مخلوق چار ہی ہیں | خلاق نے کی ہیں جو کہ پیدا
مخلوق کی ہے وہ قسم اول | جھلی کو جو پھاڑ کر ہے نکلا

چوپائے ہیں اسی میں داخل — انسان اسی صنف میں ہے آتا
مرغ اور مچھلی ہے قسم دوم — انڈوں میں ہوا وجود جس کا
مخلوق وہ قسم سوئم ہے — غلاظت میں بنا وجود جن کا
کھٹمل، مچھر، مگس، پتنگے — ہر قسم کا کیڑا اور مکوڑا
مخلوق شجر، حجر ہے چارم — جو پھاڑ کے ہے زمیں کو نکلا
ان سے ہوئی ابتدائے تولید — خلقت کا جہاں میں جال پھیلا
تفصیل بہت بڑی ہے اس کی — تم سے کہا حال مختصر سا
اچھا یہ تو بتاؤ مجھ کو — تم کو میری قسم ہے بابا
کیونکر یہ بنا نظام شمسی — بننے کا تو حال سب بتایا
کہتا ہوں سنو مگر یہ بتن، — دیکھو ہے برا قسم کا دینا
کھانا دینا قسم کسی کو — اپنا ہے اعتبار کھونا
اچھا سنو یہ بتاؤ مجھ کو — اسکول میں تم نے ہے وہ دیکھا
نیلا پیلا ستوں پہ قائم — جو کرۂ ارض کا ہے گولا
کہتے ہیں ارتھ بال جس کو — پھرکی کی طرح سے ہے وہ پھرتا
سمجھو اب تم زمیں کی حالت — ٹیڑھا بیڑھا عجیب ڈھانچہ
پانی اس میں بھرا ہوا ہے — گول اس لئے وہ نظر ہے آتا
زمیں آب کی سطح پر نمایاں — ارضی سطحیں بلند و بالا
اتھلا کہیں اور کہیں سے وسط — ڈھانچے کا عمق کہیں ہے گہرا
کوئی ہے ایشیا تو کوئی — برِ اعظم ہے افریقہ کا

یورپ کوئی امریکہ ہے کوئی — مجموعہ ہے جزایروں کا

ان پر ہیں پہاڑ اور ندیاں — اُگتا ہے جھاڑ اور جھڑولا

بنیادی ہیں یہ تین چیزیں — آب و آتش و خاک عالم آرا

پہلے آتش ہوئی نمایاں — اس کے ہوا بعد آب پیدا

یہ بعد میں منجمد ہوئے ہیں — ہیں آب میں خاک کے جو اجزا

ان تینوں کا ہے خمیر ازلی — ہر ایک میں ان کے دو ہیں شرکا

تینوں مل کر گندھے ہوئے ہیں — اس کی میں شناخت ہوں بتاتا

شعلہ کی طرف نظر کرو تم — سُرخ اور سیہ سفید رنگا

سُرخی تو علامت آگ کی ہے — ہے خاک کا رنگ صاف کالا

اور بھاپ کے رنگ میں سفیدی — دیکھو تم غور سے ہے پیدا

پتھر پانی کی بھی رگڑ سے — بجلی ہوتی ہے صاف پیدا

دنیا میں بہت ہیں آبشاریں — مثلاً کاویری و نیاگرا

مارو پتھر پہ ایک پتھر — دیکھو تم آگ کا چمکنا

مخلوط یہ الغرض ہیں تینوں — تمثیلیں بیسیوں ہیں بیٹا

بنیادی پر ہوا نہیں ہے — ہے ان سے الگ خمیر اس کا

عالم میں ہوئے ہوا نمایاں — ان تین کی حرکتوں سے پیدا

جب جاگرفی پڑھو گے آگے — کھل جائے گا تم پہ حال سارا

چوبیس ہزار کوس ہے گول — اکثر اقوام نے ہے ناپا

بارہ آنے ہے اس میں پانی — خشکی کا ہے چار آنہ حصہ

اس طرح کشش ہے اسکو جکڑے — ضائع نہ ہو جس میں ایک قطرا

قوت سے کشش کی گھومتا ہے — اپنے محور ہی پر یہ گولا

ہر سمت سے ہیں کھنچی طنابیں — اس واسطے وہ نہیں ہے گرتا

لہریں گلف کی دوڑتی ہیں — قطبین پہ ہے عجب تماشا

ملکوں کے محققوں نے جاکر — آنکھوں اپنے ہے صاف دیکھا

شب رہتی ہے واں پہ چھ مہینے — دن بھی چھ ماہ کا ہے ہوتا

قطبین پہ ایک دن ہے اک سال — شب میں نگین ہے نور رہتا

بحرِ قطبین منجمد ہیں — پڑتا ہے وہاں غضب کا جاڑا

ابقائے جہاں کے واسطے مہر — ہے بحر سے قرض آب لیتا

سورج میں بھری ہوئی ہے قوت — جس کا کہ نہیں کوئی ٹھکانہ

سورج میں مقرر ہے قوت — سائنس کا کہتے ہیں ہے کہنا

انجن کے ڈرائیور کے ہے ہاتھ — اسٹیم کے بیش و کم کا کرنا

ہیں ہاتھ میں کام سب اسی کے — جس نے کہ بنائی ہے یہ دنیا

چنگاری ایک پھونکتی ہے — جلتا ہے تو ایک شہر سارا

سائنس کے ہیں خیال کچے — اور کام ہے اس خدا کا یکتا

بس یہ جان لو کہ سورج — کرلے گر جذب آب دریا

پانی کھنچ جائے جب زمیں سے — ڈھانچہ یہ پاش پاش ہوگا

پانی سے ہیں بندشیں زمیں کے — ہیں اور اجزا بھی کارفرما

پانی نہ ہو جس میں آگ رہ جائے — خاکی ہو جائے گا وہ تو دا

جائے وہ کہاں کہ ہے کشش ہیں — از بس ہے محال جا سے ہٹنا
موجود ہیں پیٹ میں زمیں کے — گندھک تیل اور دیگر اجزا
سب مل کے کریں گے اکٹھے کرکے — چورا چورا وہ ہوگا سارا
سفنا یہ کرن بلی ذرا اب — پانی سوا مہر جو کھینچتا تھا
ہوگا کیا حال تم بتاؤ — اس راکھ کے ڈھیر پر جو برسا
باقی اک سیر پاؤ بھر ہیں — ہوتا جو حال ہے شکر کا
جائے گا نکل اسی طرح سے — اس کرہ ارض کا دوالا
ظاہر ہے کہ ہے غلاف موجود — اس کرہ ارض پر ہوا کا
سورج کھینچیگا اس کا پانی — جس طرح کہ کھینچتا ہے بھبکا
خاکی عنصر اڑا دے گا پھر — جنگی ہر اک ہوا کا جھونکا
لطف ہو جائیں گے یہ ذرات — چھا جائیگا ہر طرف اندھیرا
حل ہوگی یہ کائنات جس وقت — کششیں سب کھینچ لے گا مولا
کثرت ہوگی تمام وحدت — ندیاں ہو جائیں جیسے دریا
سمتیں باقی نہیں رہیں گی — ہو جائے گا ایک زیر و بالا
عنصر ہوں گے نہ کوئی قوت — اس طرح ہی اختتام دن کا
کرے سب اسی طرح مٹیں گے — ہر ایک کا حال ہے نرالا
پھر لگے نور بن کے عالم — ہو جائے گا جذب ذات مولا
ارواح پہ ہوگا خواب طاری — الطف میں نہاں لطیفت ہوگا
ہے ڈیڑھ ارب برس کا اک دن — عرصہ ہے رات کا بھی اتنا

حجت نہ کرو کسی سے اس میں — کہ جھگڑے بہت ہیں بابا

صرف ایک یہ اعتقاد ہی ہو — انسان کو نیک پھل کا داتا

فطرت کا یہ راز ہے بھائی — ہم تک ہے شکر اس کا پہونچا

جھک جائیں زمیں پہ آؤ ہم تم — سجدہ واجب ہے اس خدا کا

اتنے میں لپک کے آئے للن — بہن کا ہے جو بھائی چھوٹا

کہنے لگا کیا یہ بک رہے ہو — مجھ کو تو لگی ہے بھوک بابا

اماں ٹیکہ لگا رہی تھیں — اماں کے پاس میں تھا بیٹھا

چاچی کے ساتھ چکھ چکے ہیں — سکے استاد ہیں بیندا

ہنس کر میں نے کہا چلو آؤ — ببن ہے بہت شریر لڑکا

ہم تم چکھیں گے اور نہ دینگے — ببن کی بھی سزا ہے بیٹا

خود اسکو کھلا کے تمہیں نہیں کھلایا — اب سے یہ نہیں کرے گا ایسا

ہر ایک سے عرض ہے یہ میری — اغلاط کو بخش دیجئے گا

میں نے ہے کہا اسی طرح سے — مجھ تک جس طرح ہے یہ پہونچا

مذہب سے نہیں مجھے سروکار — توحید میں ہے مقام میرا

غلطی ہو اگر تو چھوڑ دیجئے — ہو راست تو مان لیجئے گا

عادت نہیں ضد کی مجھ میں ہرگز — غلطی کو ہوں اپنی مان لیتا

مطلب نہیں مجھ کو شاعری سے — شاعر مجھے گو ہے کہتی دنیا

جیسی تک بندیں لگیں لگا دیں — میں نے کیا صرف کام اتنا

اس نظم کو گر برا کہے کوئی — اسکی بھی نہیں ہے مجھ کو پروا

غلطی میری بتائیں مجھ کو — رنجش کو کفر ہوں سمجھتا

غلطی اپنی سمجھ کے ازراہ — اپنی اصلاح خود کرے گا

بتن کے کہنے سے تھا مجبور — میں نے اس کو دیا ہے چھپوا

کرتا ہوں ممنون اس کو اس سے — مجھ تک جس سے یہ علم پہونچا

ختم

الشمس

یہ ایک مختصر سی مثنوی ہے جس کو محبی رائے گورسرن بلی صاحب آزاد توکلی نے اپنی اس معلومات کی بنا پر تصنیف کیا ہے جو ان کو اپنے والد ماجد سے سینہ بہ سینہ حاصل ہوئی اور جس کی بنیاد قدیم ہندو فلسفہ پر ہے۔ اس کو فلکیات کے جدید معلومات پر جانچنا صحیح نہ ہوگا بلکہ رائے صاحب محض اس سعی مشکور کے لئے قابل ستایش ہیں جو انہوں نے ایک ایسے علم کو ہماری زبان میں محفوظ کرنے کی سعی فرمائی ہے جس سے سو فیصدی نہیں تو ننانوے فیصدی اردو خواں یقیناً ناواقف ہیں۔ اس مثنوی کو اپنے بحث خصوصی کے لحاظ سے جو اہمیت حاصل ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے توقع ہے کہ اردو ادب سے دلچسپی لینے والے ضرور اس کی قدر فرمائینگے

خاکسار

ضامن کنتوری

۴ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ